## سوال

سلّمنا کہ فرقیست بیّن وظاہر مابین اصنام وارواحِ کاملہ لکن اطلاع اوشان بردعوت مستعینان ومستمدان ازاقصیٰ وادانی موجب ثبوتِ علمِ غیب است برائے غیرِ حق سبحانہ وتعالےٰ۔ وھو خلاف ما نطقت بہ النصوص قال اللہ تعالیٰ قل لایعلم من فی السمٰوٰت والارض الغیب الا اللہ ومایشعرون ایان یبعثون وقال ایضاً۔ وعندہ مفاتح الغیب لایعلمھا الاھو۔ والآیات فی ھذا کثیرۃٌ۔

ہم مانتے ہیں کہ اصنام اور ارواحِ کاملین کے درمیان فرق واضح ہے لیکن ارواحِ کاملین کو اپنے بلانے والوں کی ندا، اور استمداد پر نزدیک اور دور سے اطلاع کیسے ہو سکتی ہے۔ اگر ایسی اطلاع مان لی جائے تو لازم آئے گا کہ ارواحِ کاملین کو علمِ غیب ہو۔ حالاں کہ علمِ غیب اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں ہوتا۔ اور اگر غیرِ حق کے لیے علمِ غیب مان لیا جائے تو یہ آیاتِ قرآنی کے بالکل خلاف ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "فرما دیجئے جو زمین و آسمان میں ہیں غیب نہیں جانتے ہاں خدا جانتا ہے اور مخلوق کو یہ خبر بھی نہیں کہ کب زندہ کیے جائیں گے نیز ارشادِ الٰہی ہے "خدا ہی کے پاس ہیں غیب کی چابیاں جنہیں اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔" "اپنے غیب پر اللہ تعالیٰ کسی کو مطلع نہیں کرتا مگر جسے برگزیدہ فرمائے رسولوں سے" اس سلسلہ میں اور بھی بہت سی آیات ہیں۔

## جواب

غیب نام چیزیست کہ از ادراک حواس ظاہرہ و باطنہ وعلمِ ضروری وعلمِ استدلالی غائب باشد واو مخصوص است بحق سبحانہٗ وتعالیٰ کمانی النصوص پس کسے کہ دعوئے نماید اور ابرائے خود کافر است وہچنیں مصدق آن۔ اما خبر نبی از جہت بودن او مستفاد از وحی و از پیدا نمودن حق سبحانہ وتعالیٰ علمِ ضروری در و وا از انکشاف حوادث بر حواس او پس نیست داخل در علمِ غیب۔ قال تعالیٰ لا یظھر علیٰ غیبہ احداً الا من ارتضیٰ من رسول۔ فکل ما اخبرہ صلی اللہ علیہ وسلم من الغیوب لیس ھو الا عن اعلام اللہ تعالیٰ فلا ینافی الآیات الدالۃ علی انہ لایعلم الغیب لان المنفی علمہ من غیر واسطۃ قال فی المواھب وقد اشتھر وانتشر امرہٗ بین اصحابہ بالاطلاع علی الغیوب حتّٰی ان کان بعضھم یقول لصاحبہ اسکت فواللہ

پہلے غیب کے معنے بتائے جاتے ہیں غیب نام ہے اس چیز کا جو حواسِ ظاہرہ و باطنہ کے ادراک اور علمِ بدیہی اور استدلالی سے غائب ہو اور یہ علم حضرت حق سبحانہ کے ساتھ مختص ہے جو کہ ان آیات میں مُراد ہے پس اگر اس علمِ غیب کا کوئی مدعی ہو اپنے نفس کے لیے یا کسی غیر کے اس قسم کے دعوے کی تصدیق کرے تو وُہ کافر ہے مگر جو خبر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم دیتے ہیں وُہ یا تو بذریعہ وحی حاصل ہوتی ہے یا اللہ تعالیٰ اس کا علمِ ضروری نبی کے اندر پیدا فرما دیتے ہیں یا نبی کی حس پر حوادث کا انکشاف فرما دیتے ہیں تو یہ علمِ غیب میں داخل نہیں اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ عالم الغیب الآیۃ۔ پس تمام وُہ خبریں جو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہیں اور غیب کی باتیں بتائی ہیں وُہ اللہ تعالےٰ کے اعلام اور جتوانے سے بتائی ہیں ان آیات کے منافی نہیں جو دلالت کرتی ہیں کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) غیب نہیں جانتے اس لیے کہ آپ

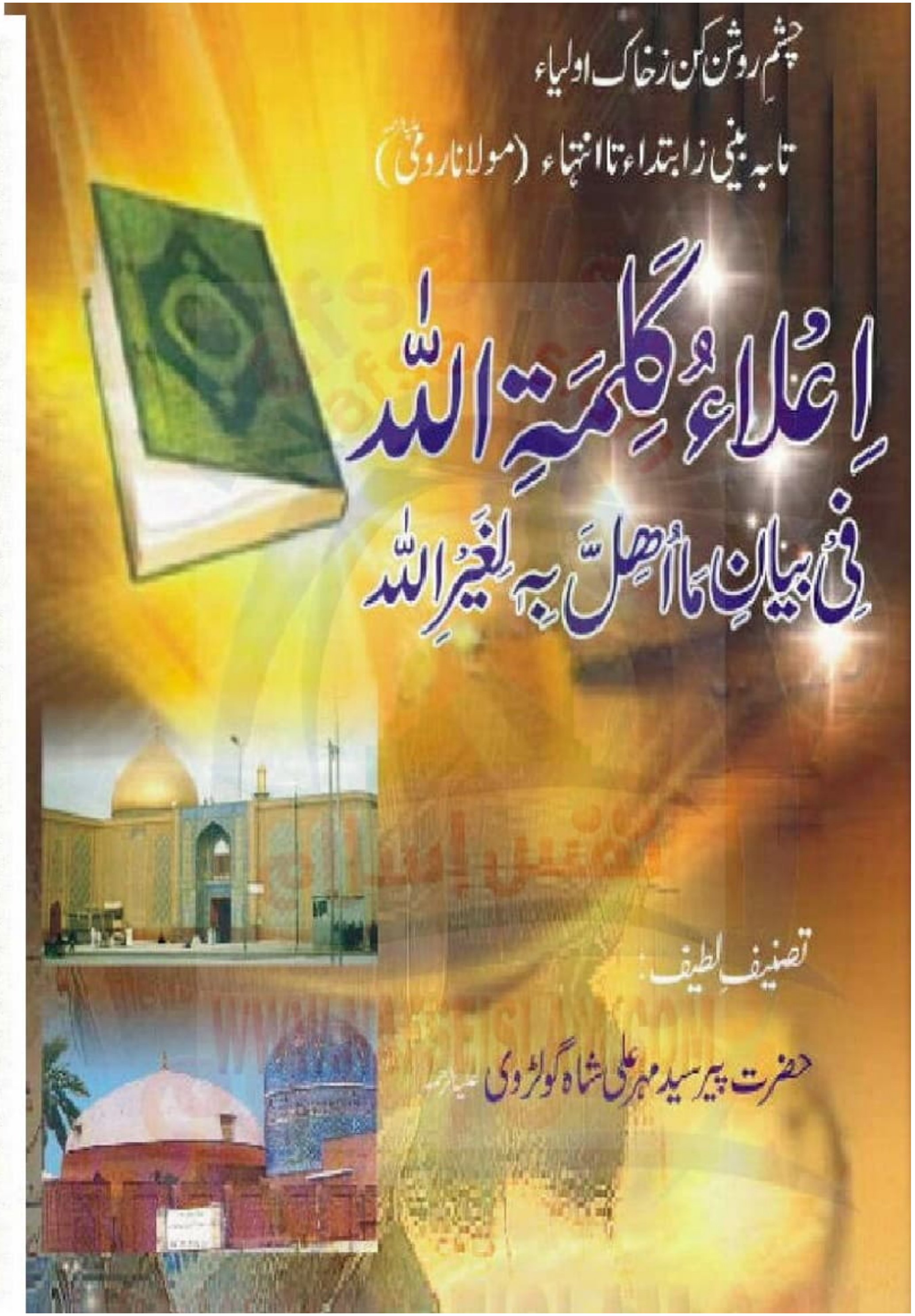

علم غیب خاصہ خداوندی ہے اللہ تعالیٰ کے ساتھ جو علم
مختص ہے وہ علم غیب ہے
(تفسیر مظہری، ج 1، ص 358)

www.FaceBook.com/Razakhanifitna

**وحی غیب ہے**

جو وحی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر کی گئی ہے اس کو قرآن کریم نے بھی غیب کہا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ (آیت سورہ آل عمران) اے محبوب یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم آپ کی طرف وحی کر رہے ہیں

**فائدہ**

آیت ہذا نے غیب کا تعین فرما کر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ثابت کیا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر علم غیب کا لفظ نہیں استعمال کرنا چاہیئے آج تک کسی عالم یا مفسر نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے علم غیب کا استعمال نہیں کیا اس لئے کہ عالم الغیب اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ہے لہٰذا یہ صفت مخلوق پر استعمال کرنے سے شرک فی الاسماء ہوگا اسی لئے حضور علیہ السلام کے لئے علم غیب ثابت کرنا شرک ہے۔

**مسلمانوں سے اپیل**

غیبی باتوں کا جاننا ایک کمال ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں بہت سے افراد و اشیاء کو عطا فرمایا۔ فقیر نے چند شواہد قائم کئے اور قاعدہ ہے کہ ہر کمال جسے ملا ہے وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل ملا ہے ورنہ مخالفین اتنا تو مانتے ہیں کہ ہر صاحب کمال سے آپ کا مرتبہ اوّل ہے کیونکہ ؎

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

اسی لئے لازماً ماننا چاہیئے کہ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے علوم غیبیہ کی نعمت سے سرفراز فرمایا ہے لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی موجودگی میں

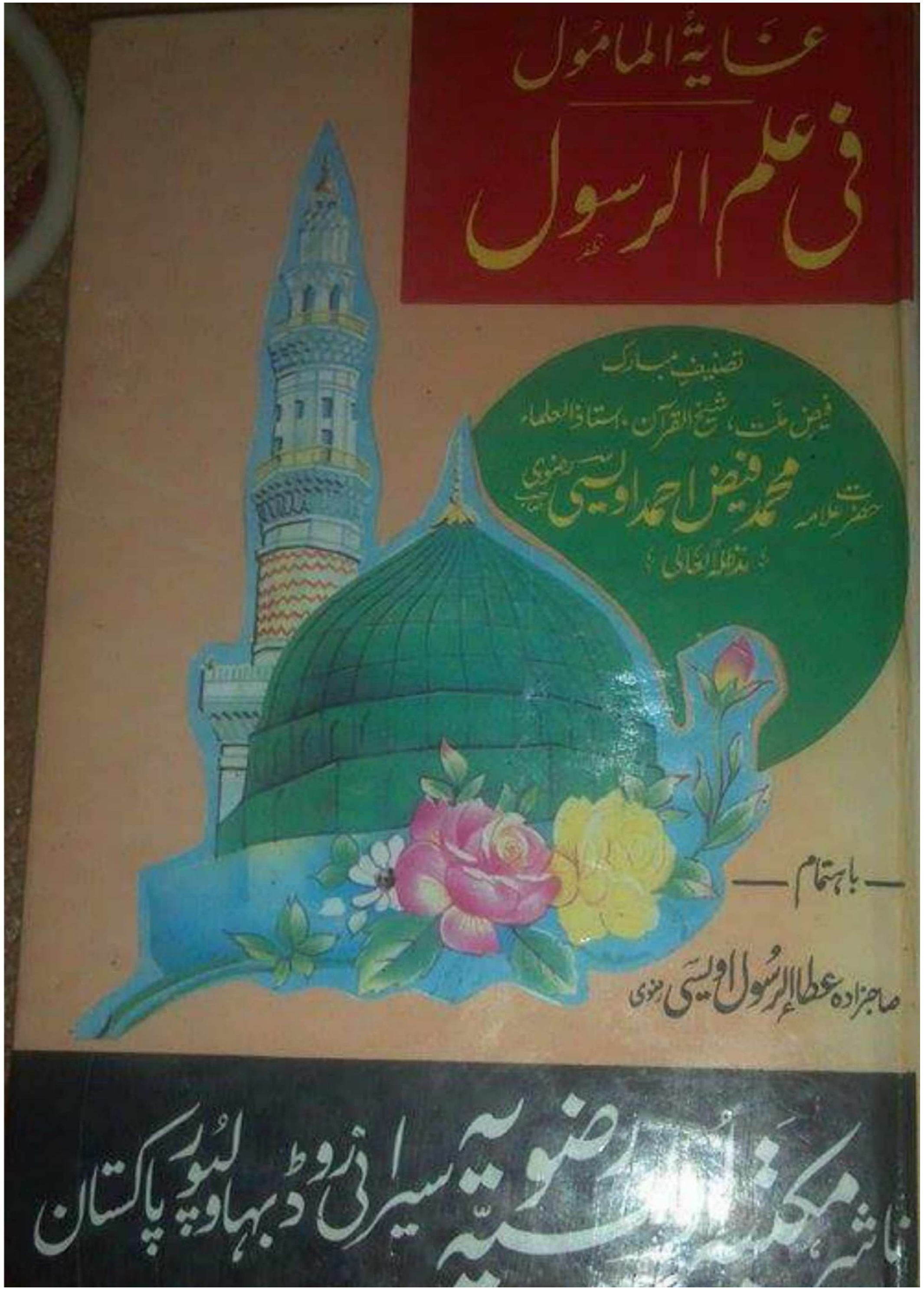

# تفسیر مظہری

## جلد دوم

بقیہ سورۂ بقرہ سے سورۂ نساء
پارہ ۳ تا پارہ ۴

تالیف
حضرت علامہ قاضی محمد ثناء اللہ عثمانی مجددی پانی پتیؒ
تشریحی ترجمہ مع ضروری اضافات
مولانا سید عبدالدائم الجلالی
رفیق ندوۃ المصنفین

ناشر
دارالاشاعت
اردو بازار کراچی ۱ — فون ۲۱۳۷۶۸



تنبیہ کرنی مقصود ہے کہ کوئی علمی احاطہ نہیں کر سکتا۔ احاطۂ علمی کی نفی سے مراد ہے ایسے علم کامل کی نفی جو تمام اشیاء کی حقیقت کو محیط ہو۔ علم محیط صرف باری تعالیٰ کی خصوصیت ہے کسی مخصوص چیز کی حقیقت کا کامل علم بطور ندرت ممکن ہے کہ کسی کو ہو جائے لیکن تمام اشیاء کی حقیقت کوئی نہیں جانتا یا علم سے مراد وہ علم غیب ہے جو اللہ کے لئے مخصوص ہے یعنی اللہ کے علم غیب کے کسی حصہ کو کوئی احاطہ کے ساتھ نہیں جانتا۔

**اِلَّا بِمَا شَآءَ** (ہاں جس چیز کا علم اللہ دینا چاہے) تو اس کو مخلوق کا علم محیط ہو تا ہے اور ایسا کم ہے اللہ نے خود ارشاد فرمایا ہے وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا ط وَلَا يُحِيْطُوْنَ میں واؤ حالیہ ہے اور یَعْلَمُ کی ضمیر فاعل ذوالحال ہے۔ یا واؤ عاطفہ ہے دونوں جملوں کا مجموعہ بتا رہا ہے کہ محیط کل اور ہمہ گیر علم ذاتی اللہ کی خصوصیت ہے اور یہ اللہ کی وحدانیت کا ثبوت ہے اس لئے دونوں جملوں کے درمیان حرف عطف کو ذکر کیا۔

**وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ** اس کی کرسی آسمانوں اور زمینوں کو اپنے اندر سمائے ہوئے ہے) بیضاویؒ نے لکھا ہے یہ محض تمثیل ہے اللہ کی عظمت کی تصویر کشی مقصود ہے ورنہ واقع میں نہ اللہ کی کرسی ہے اور نہ وہ کرسی پر بیٹھا ہوا ہے۔

سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کرسی سے مراد علم ہے مجاہدؒ کا بھی یہی قول ہے صحیفۂ علمی کو کراسہ اسی وجہ سے کہتے ہیں بعض علماء کا قول ہے کہ کرسی سے مراد حکومت اور اقتدار ہے موروثی حکومت کو عرب کرسی کہتے ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ اگر کرسی کا معنی علم یا اقتدار قرار دیا جائے تو آیت لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ کے بعد جملہ مذکورہ کا ذکر بے سود ہو گا (کیونکہ آیت مذکورہ کا ابتدائی حصہ اللہ کے اقتدار پر اور آخری حصہ اللہ کے کمال علمی پر دلالت کر رہا ہے)۔

محدثین کا مشہور قول یہ ہے کہ کرسی ایک جسم ہے (جس میں لمبائی، چوڑائی اور موٹائی ہے) بغویؒ کا بیان ہے کہ کرسی (کے مصداق) میں علماء کا اختلاف ہے حسنؒ کا قول ہے کہ کرسی ہی عرش ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ کرسی عرش کے سامنے قائم ہے اور آیت وَسِعَ الخ کا مطلب یہ ہے کہ کرسی کی وسعت زمین اور آسمان کی وسعت کے برابر ہے۔

ابن مردویہ رحمۃ اللہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے رسول اللہ ﷺ کا فرمان نقل کیا ہے کہ ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں کرسی کے مقابلہ میں ایسی ہیں جیسے کسی بیابان میں کوئی چھلا پڑا ہو اور کرسی سے عرش کی بڑائی (بھی) ایسی ہے جیسے چھلے سے بیابان کی بڑائی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول مروی ہے کہ کرسی کے اندر ساتوں آسمان ایسے ہیں جیسے کسی ڈھال میں سات درہم ڈال دیئے جائیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور مقاتلؒ رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ کرسی کے ہر پایہ کا طول ساتوں آسمانوں اور ساتوں زمینوں کے برابر ہے کرسی عرش کے سامنے ہے کرسی کو چار فرشتے اٹھائے ہوئے ہیں ہر فرشتے کے چار منہ ہیں ان فرشتوں کے قدم ساتویں نچلی زمین کے نیچے پتھر پر ہیں یہ مسافت پانچ سو برس کی راہ کے برابر ہے ایک فرشتہ کی شکل ابوالبشر یعنی حضرت آدمؑ کی طرح ہے جو سال بھر تک آدمیوں کے لئے رزق کی دعا کرتا رہتا ہے۔ دوسرے فرشتہ کی صورت چوپایوں کے سردار یعنی بیل کی طرح ہے۔ چوپایوں کے لئے سال بھر رزق مانگتا رہتا ہے لیکن جب سے گوسالہ کی پوجا کی گئی اس وقت سے اس کے چہرہ پر کچھ خراشیں ہو گئی ہیں تیسرے فرشتہ کی صورت درندوں کے سردار شیر کی طرح ہے جو سال بھر درندوں کے لئے رزق کا طالب رہتا ہے چوتھے فرشتہ کی صورت پرندوں کے سردار یعنی گدھ کی طرح ہے جو پرندوں کے لئے سال بھر رزق کا سوال کرتا رہتا ہے۔